OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN(E) 2788-4058
ISSN(P) 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 43-51

حضرت بابا فرید مسعود الدین گنج شکر (رحمۃ اللہ علیہ) کی شاعری کی سماجی و اُخروی جہات

The Dimensions of Social and Hereafter Life in Poetry of Hazrat Baba Fareed ud Din Masood Ganj Shakar (رحمۃ اللہ علیہ)

Dr. Muhammad Farid Ahmed

Department of Urdu, Govt. Municiple Graduate College,

Faisalabad

Abstract

Hazrat Baba Farid, (رحمۃ اللہ علیہ) is a famous Sufi poet of Punjabi language. His poetry possesses the philosophy of harmony and equality. The concept of death and preparation for the life after death are also striking topics of his poetry. A man should not forget the purpose of his arrival in this world by indulging himself in materialism. One should do good deeds to present before Allah Almighty. Baba Farid (رحمۃ اللہ علیہ) has presented simple and universal examples to teach moral lesson to all human beings.

Keywords: Baba Farid, Harmony, Equality, Materialism, Punjabi, Sufi Poet, Concept of Death.

حضرت بابا الدین مسعود گنج شکر، چشتی سلسلے کے وہ عظیم صوفی شاعر ہیں جن کی شاعری کا معتبر حوالہ اُن کی شاعری کی سماجی اور اُخروی جہات اور مفاہیم کا لا محدود ذخّار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بارہویں صدی کے مسلمان مبلغ اور صوفی شاعری ہیں۔ بابا فرید الدین کا اصل نام مسعود اور لقب فرید الدین تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۸۹ ہجری میں ہوئی اور آپ کا وصال ۶۶۶ ہجری میں ہوا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام قرسم خاتون تھا اور والد کا نام قاضی جلال الدین تھا۔ آپ

رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ معین الشئی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ کی شاعری کو پنجابی زبان کی بنیاد مانا جاتا ہے۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام انسانیت سے محبت کا پرچار ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی خدمت، عظمت انسان اور انسانی تخلیق کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے کلام میں موت اور مٹی سے انسان کے ابدی تعلق کو بیان کیا ہے۔ انسان کی ابتدا اور اختتام میں مٹی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیشتر مثالوں سے یہ واضح کیا ہے کہ انسان کو قبر کی مٹی کی حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے اور اپنی تخلیق کے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مصروف رہنا چاہیے۔

صوفیائے کرام کی تعلیمات میں فکر آخرت کا تصور بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ انسان کو اس دنیا میں بھیجا ہی آخرت کی تیاری کے لیے ہے۔ موت کسی بھی لمحے دنیاوی زندگی کا سلسلہ ختم کر سکتی ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی طرح موت سے متعلق انسان کو یوں نصیحت کرتے ہیں:

> ”اے عقلمند عزیز! ذرا گورستان میں اہلِ قبور کی طرف نگاہ کر، اِن کے احوال سے واقف ہو۔ تجھے بھی چند روز میں یہیں آنا ہو گا۔ چند روزہ زندگی کو غنیمت جان۔ اگر تو اس سے مستفید ہو گا تو بہتر ہو گا کیونکہ تو نفسانی ہے اور جو نفسانی ہے اسے آخر فنا ہے۔“(۱)

بزرگانِ دین کے کلام میں لفظ خاک اور مٹی اپنے خاص مفاہیم میں استعمال ہوئے ہیں۔ انسان کی تخلیق میں مٹی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور موت کے بعد جسدِ انسانی خاک کا حصہ بن جاتا ہے۔ مٹی دیکھنے میں کم حیثیت کی مالک سمجھی جاتی ہے۔ لوگوں کے پاؤں تلے رہتی ہے مگر یہی خاک انسان کا آخری ٹھکانہ اور بچھونا ہے۔ اس لیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زمین پر اکڑ اکڑ کر نہیں چلنا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریدا خاک نہ نندیے، خاکو جیڈ نہ کوءِ
جیوندیاں پیراں تلے، مویاں اُپر ہوءِ(۲)

صوفیائے کرام نے مادیت پرستی پر تنقید کرتے ہوئے اس کی تمام چیزوں سے محبت کی مخالفت کی ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں دنیاوی آسائشوں، محلات اور مال و دولت کو جمع

کرنے کی سوچ پر کڑی تنقید ملتی ہے۔ انسان کا اصل ٹھکانہ قبر ہے اور اسی کی تیاری کی فکر کرنی چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، اساریندے بھی گئے
کوڑا سوا کر گئے، گوریں آء پئے[۳]

قرآن مجید کی سورۃ النساء کی آیت کا مفہوم بھی اُن لوگوں پر تنقید کی صورت میں واضح ہے جو مال جمع کرنے کی فکر میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔

"تم جہاں بھی ہوگے (ایک نہ ایک دن) موت تمہیں جا پکڑے گی، چاہے تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ رہ رہے ہو۔"[۴]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں فکر آخرت کے ساتھ خود نمائی اور غرور و تکبر کے حامل لوگوں پر افسوس کیا گیا ہے۔ آپ غرور و تکبر کی نفی کرتے ہیں اور یہ درس اپنی ذات پر تنقید کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

فریدا کالے مینڈے کپڑے، کالا مینڈا ویس
گناہیں بھریا میں پھراں، لوک کہیں درویش[۵]

فکرِ آخرت کے لیے زندگی کا مقصد صوفیائے کرام نے ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھا۔ مرنے کے بعد قبر میں پہلا سوال اور پھر قیامت کے دن والے سوالات میں اہم سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں نماز پڑھنے کی بار بار تاکید ملتی ہے اور قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں بار بار نماز کی تاکید کی گئی ہے اور نہ پڑھنے والوں کو دردناک عذاب کی وعید بھی کی گئی ہے۔

فریدا بے نمازا کتیا، ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا، پنجے وقت مسیت[۶]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں بارہا نماز پڑھنے اور اس کو اپنا معمول بنانے کی فکر دی گئی ہے۔ صبح کا وقت خداوند کریم کو بہت پسند ہے اور اس وقت جو لوگ خواب غفلت میں مدہوش رہتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں ایسے لوگوں کا جینا اور مرنا ایک برابر ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں بھی اُن لوگوں پر تنقید کے نشتر چلائے گئے ہیں جو نماز سے غافل ہیں:

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا(۷)

اُٹھ فریدا وضو ساج، صبح نماز گزار
جو سر سائیں نہ نویں، سو سر کپ اتار(۸)

موت برحق ہے اور موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔ حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری موت کا ذکر تواتر ملتا ہے۔ وہ موت کا فلسفہ پیش کرتے ہوئے فکر آخرت کا درس دیتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی متعدد آیات اور احادیثِ مبارکہ کی کثیر تعداد موت کے برحق ہونے پر دال ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ موت کے برحق ہونے والے فلسفے کو یوں بیان کرتے ہیں:

موسیٰ نٹھا موت تے، ڈھونڈے کائے گلی
چارے کنڈاں ڈھونڈیاں، اگے موت کھلی(۹)

اسی مفہوم کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

"(اے نبی!) ﷺ آپ کہہ دیں کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو، وہ تم سے آ ملنے والی ہے۔"(۱۰)

بابا مسعود الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں ذات کی نفی، عاجزی و انکسار اور بڑے پن کی ممانعت کا بار بار احساس دلایا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں خداوند کریم دنیاوی مشکلات کے بدلے وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جو ایک دنیادار مغرور شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سوچ کو یوں پیش کرتے ہیں:

میں نوں مار کے منج کر، نکی کر کے کٹ
بھرے خزانے رب دے، جو چاہوے سو لٹ(۱۱)

صوفیائے کرام نے صرف عبادات کی ہی تاکید نہیں فرمائی بلکہ حقوق العباد کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مخلوق کے دکھ درد کو نہ صرف محسوس کیا ہے بلکہ اس کے مداوے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کی ہے:

فریدا میں جانیا دُکھ مجھ کوں، دکھ سبھا ایہہ جگ

اُچے چڑھ کے دیکھیا، تاں گھر گھر ایہا اگ (۱۲)

انسانیت کی خدمت اور اُن کے اخلاق کی درستی اور مخلوقِ خدا سے پیار کرنا، صوفیائے کرام کی تعلیمات کے بنیادی خصائص ہیں۔ حضرت بابا فرید الدین کے دل میں مخلوقِ خدا کی محبت اور غمگساری کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ وہ انسانیت کی خدمت کے ذریعے بھی اپنے رب کو راضی کرنے کی بات کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر چیز کی بناوٹ اور تخلیق میں قدرت کی کاریگری دکھائی دیتی ہے۔ اس لیے وہ مخلوق سے پیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور اُس کی مخلوقات سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ یہ رب تعالیٰ کی تخلیق ہیں اور اُس جیسا اور کوئی مصور نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مفہوم کو یوں پیش کرتے ہیں:

فریدا خالق خلق میں، خلق وسے رب ماںہہ

مندا کس نوں آکھیے، جاں تس بن کوئی ناہہ (۱۳)

برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام ایران، افغانستان عرب، وسطی ایشیا اور دنیا کے مختلف خطوں سے تشریف لائے۔ انھوں نے صرف تبلیغ کے ذریعے سے ہی اسلام کو نہیں پھیلایا بلکہ اپنے عمل سے اخلاقیات کی ایسی مثالیں پیش کیں جو حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی آئینہ دار تھیں۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسلامی تعلیمات کے اخلاقی پہلوؤں کو عملی طور پر پیش کیا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریدا برے دا بھلا کر، غصہ من نہ ہنڈھاء

دیہی روگ نہ لگ ای، پلے سبھ کچھ پاءِ (۱۴)

صوفیائے کرام کا درس انسانیت سے محبت اور فکر آخرت پر مبنی ہے۔ ان کی تعلیمات میں موت کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان آخرت کی تیاری کی فکر کرے اور دنیا کو سب کچھ سمجھ کر اپنا دل یہاں نہ لگالے۔ صوفیائے کرام کا موت سے متعلق تصور قرآن و حدیث کی تعلیمات کا آئینہ دار ہے۔ قرآن مجید کی سورہ آلِ عمران میں ارشادِ خداوندی ہے:

”لوگوں کے لیے اُن چیزوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے جو اُن کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے، جیسے عورتیں، بچے، سونے چاندی لگے ہوئے

ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں یہ سب دنیاوی زندگی کا
سامان ہیں۔"(۱۵)

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں بھی جابجا فکر آخرت کی دعوت دی گئی ہے۔ وہ انسان کو یہ سوچ دیتے ہیں کہ انسان کو دنیاوی محلات اور بلند و بالا اور عمارات مکانات سے محبت نہیں کرنی چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، ایت نہ لائیں چت
مٹی پئی اتولویں، کوئی نہ ہو سی مت(۱۶)

بڑھاپا موت کے دروازے پر دستک ہے۔ جوں جوں انسان بڑھاپے کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے توں توں اس کے اعضا طاقت و توانائی سے محروم ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات سے مخاطب ہو کر ہر اُس شخص کی توجہ مرنے کی طرف مبذول کرا کر آخرت کی تیاری کی دعوت دے رہے ہیں جو بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہے۔ ایک طویل عرصے کی زندگی گزارنے کے بعد بھی موت ہے۔ اس لیے ضعیف شخص تو خاص طور پر موت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ موت کی نشانیاں واضح ہو گئی ہیں:

بڈھا ہو یا شخص فرید، کنبن لگی دیہہ
جے سو ورھیاں جیونا بھی، تن ہو سی کھیہ(۱۷)

مرزا اسد اللہ غالبؔ اس مفہوم کو یوں ادا کرتے ہیں:

مضمحل ہو گئے قویٰ غالبؔ
وہ عناصر میں اعتدال کہاں(۱۸)

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ کی شاعری میں انسان کو موت سے قبل تیاری کی بار بار دعوت دی گئی ہے۔ عام فہم مثالوں سے یہ ترغیب عیاں ہے کہ انسان کو روزِ جزا خدا کے حضورِ اعمال کے سلسلے میں شرمندگی کا سامنا نہ کرنے پڑے اس لیے اچھے اعمال کی جمع آوری ضروری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فریدا چار گوائیاں ہنڈ کے، چار گوائیاں سم
لیکھا رب منگیسیا، توں آیوں کیہڑے کم(۱۹)

بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اس مفہوم کو خواجہ حیدر علی آتش یوں پیش کرتے ہیں:

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی میں
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ میں ہے[۲۰]

صوفیائے کرام کی تعلیمات انسان کی ظاہری اور باطنی تربیت کا ذریعہ ہیں۔ حضرت بابا فرید خود بھی بہت بڑے صابر تھے اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب بھوک تنگ کرتی تو کاٹھ کی روٹی سے اپنی بھوک کو بہلانے کی کوشش کرتے مگر شکوہ نہیں کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صبر کی نصیحت کرتے رہے اور قرآن مجید میں بھی بار بار صبر کی تلقین کی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات قرآن و حدیث کی آئینہ دار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی انسان کی نفسانی خواہشات کو کم کرنے کی نفسیاتی اور روحانی تربیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رُکھی سکھی کھاءِ کے، ٹھنڈا پانی پیء
فریدا ویکھ پرائی چوپڑی، نہ ترسائیں جیء[۲۱]

انسان کا بڑھاپا اس بات کا پیغام ہے کہ زندگی کا بیشتر حصہ ہم گزار چکے ہیں اور اب آخرت کی تیاری ضروری ہے کیونکہ موت کا فرشتہ کسی وقت بھی پیغام اجل لا سکتا ہے۔ خاص طور پر عمر رسیدہ شخص کو اپنی عاقبت سے متعلق ضرور فکر مند ہونا چاہیے یہ نہ ہو کہ موت آجائے اور انسان کے پاس اچھے اعمال نہ ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ اس سوچ کو یوں پیش کرتے ہیں:

دیکھ فریدا جو تھیا، داڑھی ہوئی بھور
اگوں نیڑا آیا، پچھا رہیا دور[۲۲]

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ انسان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ عقلمند اور باشعور ہے۔ اس کو چاہیے کہ غفلت میں زندگی کے دن بسر نہ کرے اور اپنے نامۂ اعمال کو برباد نہ کرے۔ اسے ہر دم اپنی کوتاہیوں اور عیبوں سے سبق حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اللہ نے ایک محاسب ضمیر کی صورت میں ہمارے ساتھ وابستہ کر دیا ہے جو ہمیں ہر اچھائی اور برائی کا احساس دلاتا ہے۔ انسان کو وقت کی قدر کرنی چاہیے۔ علامہ اقبال اسی مفہوم کو یوں پیش کرتے ہیں:

مقامِ پرورش آہ و نالہ ہے یہ چمن
نہ سیرِ گل کے لیے ہے نہ آشیاں کے لیے[۲۳]

حضرت بابا فرید اس بابت فرماتے ہیں:

فریدا جے توں عقل لطیف، کالے لکھ نہ لیکھ
آپنڑے گریوان میں، سر نیواں کر دیکھ (۲۴)

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کا فکری حوالہ اس قدر معتبر ہے کہ آج صدیاں گزر جانے کے باوجود آپ کا پیغام انسانیت کے لیے سماجی اور اُخروی حوالے سے افادیت اور ہمہ گیری کا باعث ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے فنی خصائص سے صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا۔ عام فہم زبان اور روزمرہ کے استعمال کے ساتھ مشاہداتی اور قابلِ فہم تشبیہات کا ایک جہان آباد ہے۔ یہی وہ عام فہم اور مشاہداتی خصائص کی حامل تشبیہات ہیں جو اُن کی فکر کی ترسیل میں مفید و معاون ثابت ہوئی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُخروی زندگی کی تیاری، انسانیت سے پیار اور دنیا میں انسان کی تخلیق کے مقصد کو اس قدر احسن اور موثر انداز میں پیش کیا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ دیگر مذاہب سے وابستہ لوگ بھی آپ کی تعلیمات کے گرویدہ ہو گئے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر، باہو شناسی، لاہور: باہو پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص ۶۰

۲۔ ایضاً، ص ۱۶۰

۳۔ ایضاً، ص ۱۸۹

۴۔ سورۃ النساء: ۷۸

۵۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، لاہور: پاکستانی پنجابی ادبی، ۱۹۷۸ء، ص ۲۰۶

۶۔ ایضاً، ص ۲۱۵

۷۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال، لاہور: عبداللہ اکیڈمی، ۲۰۰۹ء، ص ۲۸۸

۸۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، ص ۲۱۶

۹۔ ایضاً، ص ۱۲۸

۱۰۔ سورۃ الجمعہ: ۸

۱۱۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، ص ۱۳۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۶

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۲۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۲۳

۱۵۔ سورۃ آل عمران، ۱۶

۱۶۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، ص ۲۰۲

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۸۴

۱۸۔ جمال عبدالواحد، غیر متداول کلام غالبؔ، نیو دہلی: غالب اکیڈمی، بستی حضرت نظام الدین، ۲۰۱۶ء، ص ۷۷

۱۹۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، ص ۱۸۱

۲۰۔ خواجہ محمد زکریا (مرتب)، انتخاب زریں اُردو غزل، لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰۵

۲۱۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، ص ۱۷۲

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۲۳۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال، ص ۴۸

۲۴۔ محمد آصف خاں، آکھیا بابا فرید نے، ص ۱۴۸